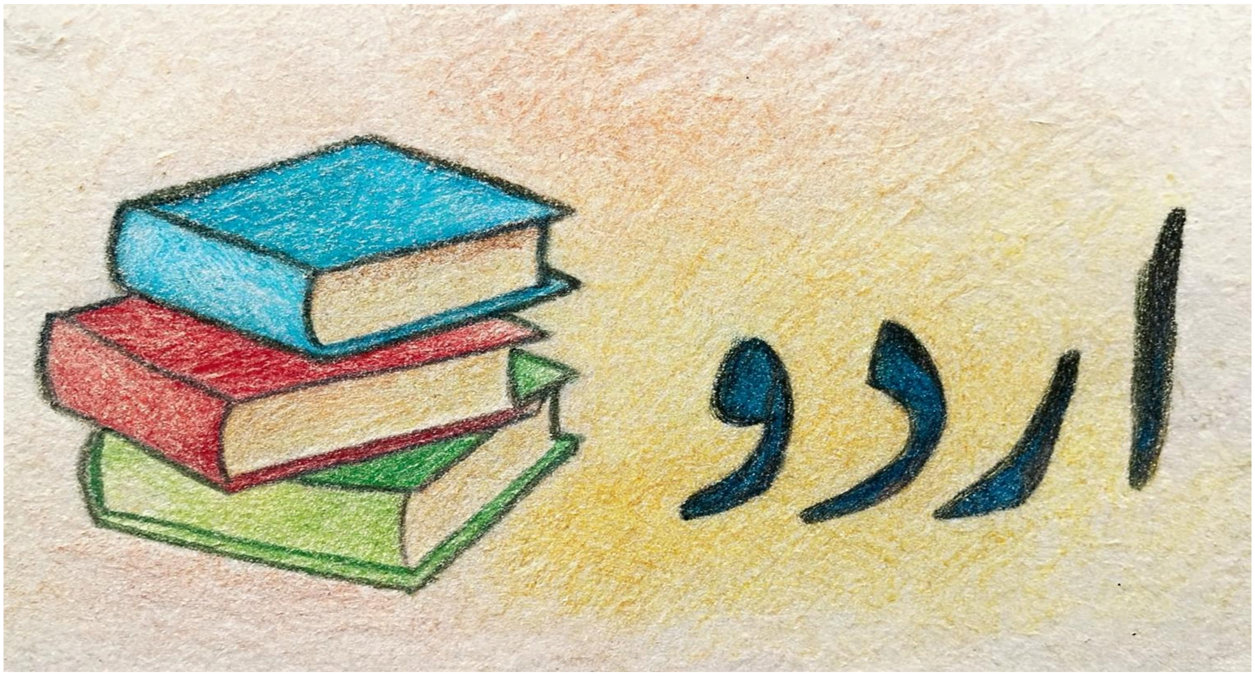

کلاس: 12th

مضمون: اردو (حصہ نظم)

نظم 9: تغیر

احسان دانش (1914ء تا 1982ء)

❖ خلاصہ:

ان اشعار میں شاعر نے زندگی، کائنات اور فطرت کے اس بنیادی اصول کو بیان کیا ہے کہ دنیا میں ہر شے مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ کہیں راتیں سحر کی روشنی کی منتظر ہیں، کہیں بہار خزاں کی طرف بڑھ رہی ہے، کہیں خوشبو کو پھیلنے کی آرزو ہے اور کہیں موسم بدلنے کی لگن میں ہے۔ سورج اور چاند کی مسلسل گردش اس بات کی علامت ہے کہ کائنات کا نظام حرکت اور تسلسل پر قائم ہے۔ شاعر یہ واضح کرتا ہے کہ انقلاب صرف شہروں یا محفلوں تک محدود نہیں بلکہ ویرانوں اور تنہائیوں میں بھی برپا ہوتا ہے۔ آخر میں وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس دنیا کی بزم میں کوئی بھی نئی تبدیلی کے اثر سے محفوظ نہیں اور مکمل سکون کسی کے نصیب میں نہیں، کیونکہ تغیر ہی زندگی کی اصل حقیقت ہے۔

🌸 اشعار کی تشریح

❖ شعر 1:

- **عروجِ نشوونما سے ڈالیاں جھومیں**
- **ترانے گائے مرغانِ چمن نے شادماں ہو کر**

مشکل الفاظ کے معنی:

عروج: بلندی، انتہا

نشوونما: بڑھوتری، ترقی

ڈالیاں: شاخیں

مرغانِ چمن: باغ کے پرندے

ترانے: خوشی کے گیت

شادماں: خوش، مسرور

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ بہار کے موسم میں پودوں اور درختوں کی نشوونما اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے، اسی وجہ سے درختوں کی شاخیں خوشی سے جھوم رہی ہیں۔ باغ کے پرندے بھی اس خوشگوار ماحول سے متاثر ہو کر مسرور ہیں اور خوشی کے نغمے گا رہے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے بہار کے موسم کی خوبصورتی اور فطرت کی ہمہ گیر خوشی کو نہایت دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ نشوونما کے عروج سے مراد یہ ہے کہ درخت اور پودے پوری طرح سرسبز و شاداب ہو چکے ہیں اور ان میں نئی زندگی کی رمق نمایاں ہے۔ ڈالیاں جھومنے کا منظر فطرت کی تازگی، حرکت اور زندگی کی علامت ہے۔ اسی طرح مرغانِ چمن کا ترانے گانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بہار کی خوشحالی نے ہر ذی روح کو مسرت سے بھر دیا ہے۔ شاعر نے شاخوں اور پرندوں کو گویا جاندار بنا کر پیش کیا ہے، جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ پوری فطرت جشن منا رہی ہے۔ یہ شعر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بہار زندگی، خوشی اور ہم آہنگی کا موسم ہے، جس میں فطرت کا ہر عنصر اپنی مسرت کا اظہار کرتا دکھائی دیتا ہے۔

❖ شعر 2:

- **راتوں کو ہے سحر کی تجلی کا انتظار**
- **ہے ہر صدا فراق خموشی میں بے قرار**

مشکل الفاظ کے معنی:

سحر: صبح، اجالا

تجلی: روشنی، ظہور

فراق: جدائی

خموشی: خاموشی

بے قرار: بے چین، مضطرب

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اندھیری راتیں صبح کی روشنی کے انتظار میں ہیں، اور خاموشی کے عالم میں بھی ہر آواز جدائی کی کیفیت کے باعث بے چین اور مضطرب ہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے امید اور اضطراب کی ملی جلی کیفیت کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ رات اندھیرے، مشکلات اور آزمائشوں کی علامت ہے، جبکہ سحر روشنی، امید اور نئے آغاز کی نمائندہ ہے۔ شاعر بتاتا ہے کہ راتیں اس روشن لمحے کی منتظر ہیں جب اندھیرے ختم ہوں گے۔ دوسری طرف جدائی کا کرب اس قدر شدید ہے کہ خاموشی میں بھی ایک بے چینی پوشیدہ ہے اور ہر صدا فراق کے درد سے لرزتی محسوس ہوتی ہے۔ یوں شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ مشکل حالات میں بھی امید زندہ رہتی ہے، اور خاموشی کے پردے میں بھی دل کی تڑپ اور انتظار کی کیفیت موجزن رہتی ہے۔

❖ شعر 3:

- **سوئے خزاں، بہارِ گلستاں روانہ ہے**
- **ہر برگ کا سکوت سراپا فسانہ ہے**

مشکل الفاظ کے معنی:

سوئے: طرف

خزاں: پت جھڑ کا موسم

بہار: خوشحالی، تازگی

گلستاں: باغ

برگ: پتا

سکوت: خاموشی

سراپا: مکمل طور پر

فسانہ: کہانی

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ گلستان کی بہار اب خزاں کی طرف بڑھ رہی ہے، اور ہر پتے کی خاموشی اپنے اندر ایک مکمل داستان سموئے ہوئے ہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے زندگی کی ناپائیداری اور وقت کے بدلتے ہوئے رنگوں کو علامتی انداز میں بیان کیا ہے۔ بہار جو سرسبزی، خوشی اور عروج کی علامت ہے، آہستہ آہستہ خزاں کی طرف روانہ ہو رہی ہے، جو زوال اور اختتام کی علامت ہے۔ اس تبدیلی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ دنیا میں کوئی حالت مستقل نہیں رہتی۔ دوسری طرف ہر پتے کی خاموشی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بظاہر خاموش اور بے جان دکھائی دینے والی چیزیں بھی اپنے اندر گزرے ہوئے دنوں اور آنے والے انجام کی ایک پوری کہانی رکھتی ہیں۔ شاعر نے اس شعر کے ذریعے یہ پیغام دیا ہے کہ فطرت کی ہر شے ہمیں وقت کی گردش اور زندگی کے اسرار سے آگاہ کرتی ہے۔

❖ شعر 4:

- **نکہت کی کوششیں کہ نکلنا نصیب ہو**
- **موسم کو یہ لگن کہ بدلنا نصیب ہو**

مشکل الفاظ کے معنی:

نکہت: خوشبو

کوششیں: جدوجہد

نصیب ہو: مقدر میں ہو، حاصل ہو

لگن: چاہ، تڑپ

موسم: حالات، زمانہ

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ خوشبو کی خواہش اور کوشش ہے کہ وہ پھیل سکے، اور موسم یعنی حالات میں بھی یہ تڑپ ہے کہ وہ بدل جائیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے فطرت کی علامتوں کے ذریعے امید، جدوجہد اور تبدیلی کے جذبے کو بیان کیا ہے۔ خوشبو کا باہر نکلنے کی کوشش کرنا اس بات کی علامت ہے کہ خوبی، حسن یا صلاحیت خود کو ظاہر کرنا چاہتی ہے، مگر اس کا انحصار نصیب پر بھی ہے۔ اسی طرح موسم کا بدلنے کی لگن دراصل زمانے اور حالات میں تبدیلی کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ زندگی میں جمود فطرت کے خلاف ہے؛ ہر شے کے اندر آگے بڑھنے اور بہتر ہونے کی تڑپ موجود ہوتی ہے، اور یہی جدوجہد زندگی کو حرکت اور معنی عطا کرتی ہے۔

❖ شعر 5:

- **شمس و قمر کو ضد ہے کہ گرمِ سفر رہیں**
- **بے رنگیوں میں خالقِ شام و سحر رہیں**

مشکل الفاظ کے معنی:

شمس: سورج

قمر: چاند

ضد: اصرار، پختہ ارادہ

گرمِ سفر: مسلسل حرکت میں، متحرک

بے رنگیاں: ویرانی، یکسانیت، بے رونقی

خالق: پیدا کرنے والا

شام و سحر: رات اور دن

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ سورج اور چاند مسلسل حرکت میں رہنے پر مصر ہیں تاکہ بے رونق اور سنسان حالات میں بھی شام اور صبح کا نظام قائم رہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے کائنات کے نظم اور زندگی کی مسلسل حرکت کو علامتی انداز میں پیش کیا ہے۔ شمس و قمر کا گرمِ سفر رہنا اس بات کی علامت ہے کہ فطرت کی قوتیں رکتی نہیں بلکہ مسلسل اپنا کام انجام دیتی ہیں۔ بے رنگیوں سے مراد ایسے حالات ہیں جہاں زندگی میں یکسانیت، جمود یا مایوسی چھائی ہو، مگر اس کے باوجود شام و سحر کا نظام قائم رہتا ہے۔ شاعر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خالقِ کائنات نے زندگی کو تسلسل اور حرکت سے جوڑا ہے، تاکہ مشکل اور بے رونق اوقات میں بھی وقت کا پہیہ چلتا رہے اور امید کی روشنی بجھنے نہ پائے۔

❖ شعر 6:

- **شہروں میں انقلاب، بیاباں میں انقلاب**
- **محفل میں انقلاب، شبستاں میں انقلاب**

مشکل الفاظ کے معنی:

انقلاب: بڑی اور بنیادی تبدیلی

بیاباں: ویران جگہ، صحرا

محفل: مجلس، لوگوں کا اجتماع

شبستاں: خواب گاہ، تنہائی کی جگہ

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ تبدیلی ہر جگہ رونما ہو رہی ہے، چاہے وہ شہر ہوں یا ویران صحرا، مجمع ہو یا تنہائی—ہر طرف انقلاب کی کیفیت ہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے انقلاب کو ایک ہمہ گیر حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ شہر اور بیاباں، محفل اور شبستاں ایک دوسرے کی ضد ہونے کے باوجود سب انقلاب کی لپیٹ میں ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تبدیلی صرف ہجوم اور ظاہر میں نہیں آتی بلکہ تنہائی، خاموشی اور باطن میں بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ انقلاب صرف نعروں اور اجتماعات تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ سوچ، احساس اور شعور کی سطح پر بھی وقوع پذیر ہوتا ہے، اور یوں معاشرے کے ہر گوشے کو متاثر کرتا ہے۔

❖ شعر 7:

- **کس پر یہاں تغیرِ نو کا فسوں نہیں**
- **اس بزم میں نصیب کسی کو سکوں نہیں**

مشکل الفاظ کے معنی:

تغیرِ نو: نئی تبدیلی

فسوں: جادو، اثر

بزم: محفل، دنیا

نصیب: قسمت

سکوں: چین، آرام

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ یہاں کون ہے جو نئی تبدیلی کے اثر سے محفوظ ہو؟ اس دنیا کی محفل میں کسی کے حصے میں بھی مکمل سکون نہیں آیا۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر زندگی کی بے ثباتی اور مسلسل تغیر کو نمایاں کرتا ہے۔ تغیرِ نو کا فسوں اس حقیقت کی علامت ہے کہ ہر انسان اور ہر حالت تبدیلی کے جادو میں جکڑی ہوئی ہے۔ کوئی بھی اس اثر سے بچ نہیں سکتا۔ دوسری طرف شاعر یہ بھی واضح کرتا ہے کہ دنیا کی اس بزم میں حقیقی اور دائمی سکون کسی کو حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ تبدیلی، خواہشات اور حالات کا اتار چڑھاؤ انسان کو بے چین رکھتا ہے۔ یوں یہ شعر انسان کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ دنیا عارضی ہے اور اصل سکون کسی اور مقام پر تلاش کیا جانا چاہیے۔

Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

Author: Muhammad Asghar

Purpose: To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

Copyright & Usage Policy

© **2026 Muhammad Asghar**. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.